سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (للعہ)
رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹



نورافشان

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم۔اے ۱۴ وارث روڈ۔ لاہور } ایڈیٹر انچیف
پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ۔ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔اے۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور } مینیجر

جملہ خط وکتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے۔ تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے بنام ایڈیٹر ارسال فرماکر ممنون فرمائیں ✤

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۲	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء	نمبر ۴۳

غزل

(۱)

ناظرین کرام ڈاکٹر ایل صادق صاحب پی۔ایچ۔ڈی کے نام نامی و اسم گرامی سے ناآشنا نہیں ہیں کہ تعارف کرانے کی ضرورت ہو۔ آپ کا نظمی کلام معجز نظام پیشتر بھی اوراق نورافشاں کو زیب و زینت دے چکا ہے۔ اُس وقت آپ جرمنی میں تشریف فرما تھے۔ پر آجکل ہندوستان میں رونق افروز ہیں۔ آپ نے ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے اپنے نظمی کلام کا ایک معقول حصہ ہمارے پاس بھیجا ہے جو وقتاً فوقتاً نورافشاں میں نکلتا رہیگا۔ ہمیں قوی اُمید ہے کہ ڈاکٹر صاحب اس سلسلہ کو مقدور بھر جاری رکھینگے۔ آپ نورافشاں کے دوست صادق ہیں جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوکر اس کی آج تک قدر و منزلت کرتے آئے ہیں۔ آپ کا نورافشاں کو دوست رکھنا دیگر اہل علم کے لئے ایک ترغیب ہے کہ وہ نورافشاں کی طرف توجہ دیں وہ بھی اپنی علمی روشنی کے اظہار کا نورافشاں کو وسیلہ بنائیں۔ تاکہ اُن کی روشنی اہل وطن کو روشن کرے۔ ایڈیٹر۔

۱ حسن دنیا کا کبھی یہ دل مرا دیوانہ تھا — روشنی شمع ہستی پر کبھی پروانہ تھا
۵ رحمت عیسیٰ سے ہوں میں وارث خلد بریں — ایک دن قعر ندامت میں مرا کاشانہ تھا
۶ آج ہوں میں قبلہ اللہ کے آگے سرنگوں — کل تلک معبد مرا شیطان کا بتخانہ تھا
۸ مجھ کو ہر منزل نظر آتی تھی بیجد خوشگوار — جب مرا طعشق کی مشکل سے بیگانہ تھا
۹ شمع محفل کی جفائے آتشیں کا وقت صبح — اک زبان حال سے گویا پر پروانہ تھا

۲ حال دل میرا کبھی ایسا نہ مجنونانہ تھا — ہجر میں بیٹے میں کبھی بیتاب میں ایسا تھا
۳ کیا مروت کا ترے دل میں ذرا یارا نہ تھا — اے یہودا! ہائے یہ کیسا ترا یارانہ تھا
۴ بوسۂ فاسق میں تیرے زہر قاتل تھا بھرا — یہ ترا انداز اُلفت سخت بیدردانہ تھا
۷ آج ہے یہ دل مرا اک مسکن روح خدا — کل یہی ابلیس ناہنجار کا ویرانہ تھا
۱۰ ہوگئی چشم عدو بھی اُس کو سُن کے خونچکاں — ایسا افسوں گار اے صادق ترا افسانہ تھا

غزل

جناب پادری بی گارڈز صاحب ممبر میتھوڈسٹ ایپسکوپل چرچ "الہ آباد"

ہوں گردش دوست شاید یونہی نکلے حوصلہ دلکا
تماشا دیکھ لے پہلے ادائے تیغ قاتل کا
مکامل ہیں وہ جب ہر جگر میں داغ ہے گل کے
مرُوں یاد مسیحا میں جو دم نکلے تو یُوں نکلے
مزا ہم نے اندھیرے میں شب مہ کا اُٹھایا ہے
تصور جب سے عیسیٰ کے رُخ رنگیں کا رہتا ہے
رُخ روشن پہ اُن کے نقطہ آئینہ کے نقطے ہیں
دہان زخم تن کا ہے یہی اظہار منقل ہیں
جو جذب شوق الفت سے گل خالی ہر گلشن ہیں

تعجب کیا پس مُردن بنے ساغر مری گل کا
تڑپنا دیکھنا پھر اے قضا جی بھر کے بسمل کا
تعجب کچھ نہیں ہوتا گل رخسار پر تل کا
یہی ہے آرزو دل کی یہی ہے مدعا دل کا
کسی کے روئے تاباں پر گماں تھا ماہ کامل کا
مزا گلشن سے بڑھکر ہے ہمارے خانۂ دل کا
گماں ہے شاعروں کو جن پہ تل کا اور قلقل کا
کٹا جو سر تصدق تھا ادائے تیغ قاتل کا
تڑپنا اس قدر اے دل نہیں ممکن عنادل کا

ـــــ شعر آگے پیچھے درج ہوگئے ہیں۔ لہٰذا نمبروں کے حساب سے پڑھیں۔ ایڈیٹر



ہمیں اس بحرِ دنیا میں بجز خلاقِ عالم کے
سہارا ناخدا کا ہے نہ کشتی کا نہ ساحل کا

ہماری جاں نثاری نے عجب نقشہ جمایا ہے
مجاور قبر بننے کا ارادہ اب ہے قاتل کا

عدم سے ملکِ ہستی تک فقط ہے راہ اک دم کی
نشاں ہمیں بھلا پھر کیا ہے فرسنگ و منزل کا

اثر یہ جذبِ مجنوں کا ہے یا تاثیر آہوں کی
یہ پردا خود بخود جو جل رہا ہے آج محمل کا

تصور اک عجب لیلیٰ منش کو دل میں لایا ہے
گماں ہے جس سے اپنے دل پہ خود لیلیٰ کی محمل کا

بگولے گردِ محمل کے نہیں ہیں نجد میں ہرگز
غبارِ قیس نے پردا کیا ہے آ کے محمل کا

کسی لیلیٰ منش کے ہجر میں ہوں ایسا خود رفتہ
کسی کوشش سے مضموں بندھ نہیں سکتا ہے محمل کا

پریشاں اسقدر تھا عشقِ گیسو میں پسِ مردن
نہیں بنتا کمہار و سے کوئی برتن مری گِل کا

ہیں ہجرِ عارضِ گلرو کا کشتہ ہوں یہی ہوگا
بنائینگے گلِ اندام جہاں غازہ مری گِل کا

تمہارے عشق کا اے سیمتن ادنیٰ اثر یہ ہے
ہزاروں تیاریوں پر آج احساں ہے مری گِل کا

ہیں روشن دل بنا جیتے کا عاشق ہوں سن لینا
بنیگا بعد مرنے کے یقیناً آئینہ گِل کا

وہ نالاں ہوں بجے بے چوب کے روزِ قیامت تک
بنے گر عالمِ ہستی میں نقارہ مری گِل کا

اثر عشق کمر کا بعد مردن بھی یہ باقی ہے
پتہ لگتا نہیں اب تک کسی کو صبر کی گِل کا

اعلان کیا گیا ہے کہ جرمنی اور روس کے درمیان دو سال کے لئے تجارتی معاہدہ پر دستخط کر دیئے گئے ہیں۔

لائلپور چرچ پلپٹ

پاکترین مکان یا قدس القدس

جماعت کے خیمے اور ہیکل میں بھی ایک کمرہ تھا۔ جس کو پاکترین مکان کہا جاتا تھا۔ عبرانیوں کے خط کا مصنف اُس خط کے نویں باب میں اس کا بالتفصیل بیان کرتا ہے اور بہت صفائی سے اس کی تفسیر پیش کرتا ہے۔ احبار کی کتب کے ۱۶ باب میں اُس شرع کا بیان ہے۔ جو پاکترین مکان میں داخل ہوکر خدمت کرنے کے متعلق ہے۔ اس پاکترین مکان میں کاہن سال بھر میں فقط ایک دفعہ اپنے اور اپنی قوم اسرائیل کے لئے کفارہ کا خون ہاتھ میں لیکر داخل ہوتا تھا۔ سردار کاہن اور ساری قوم اسرائیل کے لئے سال کا یہ دن نہایت سنجیدہ موقع ہوتا تھا۔ کاہن نہایت ہی اُجلا مقدس لباس پہنتا تھا اور ایک برتن میں تھوڑا سا خون ڈال لیتا تھا۔ اور نہایت خوف اور ایمان کے ساتھ پردے کو اُٹھاتا اور عین خدا کی حضوری میں داخل ہو جاتا تھا اور جب تک وہ پاکترین مکان میں رہتا تھا جماعت باہر کے صحن میں نہایت انتظار اور ترد کے ساتھ خاموش بیٹھی رہتی تھی۔ کیونکہ جب کاہن بھیتر جاوے تاکہ مقدس میں کفارہ دے تو جب تک کہ وہ باہر نہ آوے اور اپنے لئے اور اپنے گھرانے کے لئے اور بنی اسرائیل کی ساری جماعت کے لئے کفارہ نہ دے جماعت کے خیمے میں کوئی نہ جاوے۔

لیکن کیوں وہ مکان پاکترین کہلاتا تھا؟ اس میں عہد کا صندوق تھا اس کے اوپر دو کروبیوں کے درمیان کفارہ گاہ تھا۔ اور یہ شہادت کا صندوق خدا کے عہد و پیمان کا اُس کے جلال اور اُس کی خاص حضوری کا نشان تھا۔ بلکہ خروج ۲۵ باب میں جہاں اس عہد کے صندوق کی بناوٹ کا مفصل ذکر ہے اُس کی ۲۲ آیت میں یوں مرقوم ہے کہ "وہاں میں تجھ سے ملاقات کرونگا اور میں سرپوش کفارہ گاہ کے اوپر سے کروبیوں کے درمیان سے جو عہدنامہ کے صندوق کے اوپر ہونگے ان سب چیزوں کی بابت جو میں بنی اسرائیل کے لئے تجھے حکم دونگا تجھ سے بات چیت کرونگا۔ یہ پاک مقدس خدا کا خاص مسکن ہونے اور اُس کے جلال اور حضوری کی خاص جگہ ہونے کے باعث پاکترین کہلاتا تھا۔ بعد ازاں جبکہ جماعت کا خیمہ کوئی نہیں تھا۔ جہاں یہ عہد کا صندوق ہوتا تھا وہیں پاک مکان ہوتا تھا۔

اس پاکترین مکان کی وجہ سے ساری ہیکل پاک اور مقدس سمجھی جاتی تھی۔ اس کی تعظیم اور عبادت محض اس وجہ سے تھی کہ اس میں خدا کی خاص حضوری تھی۔ وہ اپنی ساری قدرت اور جلال کے ساتھ اس میں سکونت رکھتا تھا۔

مسیح کی کلیسیا اُس کی ہیکل کہلاتی ہے۔ ہم سب اُس میں زندہ پتھر ہوکر تعمیر ہوتے جاتے ہیں۔ بلکہ پولوس کرنتھیوں کے پہلے خط ۳: ۱۶-۱۷ میں کہتا ہے۔ کہ کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کا مقدس ہو اور خدا کا رُوح تم میں بسا ہوا ہے۔ پھر اکرن ۶: ۱۹ میں لکھا ہے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بدن روح القدس کا مقدس ہے جو تم میں بسا ہوا ہے۔ بیشک خدا ہم میں اپنی رُوح کے وسیلے سے بستا ہے یا بسنا چاہتا ہے اور اپنا مسکن بنانا چاہتا ہے اب اگر ہم ہیکل ہیں تو ہم میں پاکترین مکان ہونا ضرور ہے اور ہونا چاہئے۔ یعنی ضرور ہے کہ ہماری زندگی کے نہایت ہی اندرونی حصہ میں ہماری ساری شخصیت کی گہرائی میں ہمارے خیالات کی تہ میں ا (دیکھو صفحہ ۱۱)

نور افشان

مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۵ء

زمانہ ماضی میں بائبل کی یادگار برکتیں

بائبل مقدس نے دنیا کے بنی آدم میں عورت مرد کے مساوی حقوق قائم کئے

جب تک بائبل ملک کنعان میں مقید تھی اس وقت تک دنیا کے ممالک انسانی آبادی میں مرد بھی مردوں کی نظر میں مساوات کے حقدار خیال نہ کئے جاتے تھے بڑے بڑے لوگ تو چھوٹے اور ماتحت لوگوں کے معبود ہوا کرتے تھے۔ تمام دنیا پر قیاصر پرستی اور بادشاہ پرستی جاری تھی۔ امیر کبیر دیوی دیوتاؤں میں شمار ہوتے تھے۔ کمزور و ماتحت اقوام۔ ان کا مال و متاع۔ اُن کے مرد اور عورتیں خداوندان نعمت کی زر خرید ملکیت سمجھی جاتی تھیں۔ وہ اپنے زمینی معبودوں کے آگے ایسی ہی بے مقدور تھیں جیسی ہماری بھیڑ بکریاں ہمارے مقابل بے مقدور ہیں۔ غریب و ماتحت اقوام خداوندان زمینی نسل کی گویا خوراک تھیں۔ مگر بائبل مقدس کی قدرت نے آسمان نشین قیاصرہ کو اور خاک نشین ماتحت اقوام کو ایک ہی پلیٹ فارم پر کھڑا کر کے دکھا دیا۔ بادشاہوں اور قیصروں کو امیر و غریب کو حاکم و محکوم کو انسان بنا دکھایا۔ آج کے دن دنیا کے بادشاہ اپنی ماتحت اقوام کے خادم بن رہے ہیں ہر ایک بشر کی جان کی ایک ہی قیمت اور اس کا ایک معاوضہ مقرر ہے۔

زمانہ قدیم کی اقوام میں اور زمانہ بعد کی غیر مسیحی اقوام میں عورت کو مرد کی ہمرتبہ خیال نہ کیا جاتا تھا۔ وہ ایک ایسا مخلوق خیال کی جاتی تھی جو مرد کی عیش کے اسباب میں محض ایک اعلیٰ ذریعہ خیال کی جاتی تھی۔ اس پر اعتبار کرنا۔ اس کی عصمت و نیک کرداری پر بھروسہ کرنا مرد کی حماقت اور اُس کے زن مرید ہونے کا ثبوت خیال کیا جاتا تھا۔ مگر بائبل مقدس نے صنف نازک کی وہ عزت و حرمت کی کہ جس کی مثال ملنا دشوار ہے۔ عورت کو مرد کے برابر حقوق دیکر بائبل ہی نے آج کی مہذب اقوام کی عزت و آبرو کو بنایا ہے۔

بائبل نے اہل دنیا کے عورت مرد کے درست رشتے بندھوائے

بائبل نے اپنی تصنیف کے زمانہ سے آج کے دن تک اقوام دہر کو عورت مرد کے جائز و مناسب رشتے دیئے ہیں۔ یہاں پر نہ تو اس بات کی گنجایش ہے کہ ہم غیر یہودی و غیر مسیحی اقوام کے رشتوں کا بیان کریں۔ نہ اُن کی مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان اقوام میں عورت مرد کے رشتے اور تعلقات نہایت مکروہ اور گھنونے ہوا کرتے تھے جن کی یادگاریں آج تک بعض اقوام میں پائی جاتی ہیں۔ ہم اُن رشتوں کا نام تک لکھنا نامناسب خیال کرتے ہیں۔ تاہم بطور ثبوت اس قدر اشارہ دے سکتے ہیں کہ بائبل کے ملک کنعان سے باہر آنے کے زمانہ میں صرف ملک ہند میں عورت مرد کے آٹھ قسم کے رشتے تھے جنکو آٹھ قسم کے بیاہ کہا جاتا ہے۔ ملک عرب میں بھی آٹھ قسم کے نکاح ہوا کرتے تھے۔ یونان و روم کی حکومتوں میں عورت مرد کے رشتوں کی اور بھی مٹی خراب تھی۔ دیگر غیر مہذب اقوام کا کیا ذکر کرنا ہے۔ زمانہ حال میں اب تک ایسی قوم موجود ہے جس کے حکمران سگی بہنوں سے شادی کرتے ہیں۔ سیلون اور ہند کے پہاڑوں میں اب تک ایسے لوگ موجود ہیں جنکی عورتیں ایک سے زائد مرد رکھتی ہیں۔

ان امثال سے ناظرین کو یہ بات دکھانا مقصود ہے کہ بائبل مقدس نے ملک کنعان سے باہر نکل دنیا کی اقوام کو عورت مرد کے بہتر رشتے باندھنے کا عالمگیر سبق پڑھایا۔ جو اقوام مسیحی ہو گئیں ان میں عورت مرد کے رشتے تو پاکیزہ ہونے ہی تھے لیکن جو غیر مسیحی رہ گئیں اُن کو بھی بائبل نے مجبور کیا کہ وہ عورت مرد کے شائستہ رشتے قائم کریں۔ اس بات میں تل بار شبہ نہیں کہ زمانہ حال کی زندہ اقوام کے صحیح النسب ہونے میں صرف بائبل ہی رہنما بنی چلی آئی ہے۔ اُن کے حسب و نسب کو درست کرنے میں صرف بائبل نے ہی مدد فرمائی ہے۔

بائبل مقدس اقوام دہر کو اعلیٰ اخلاق انسانی سکھاتی آئی ہے

ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ دنیا کی اقوام میں ایسے انسان ضرور پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں اپنے معاصرین کو اخلاق انسانی پر اچھے اچھے سبق پڑھائے اور اُن کے شاگردوں نے اُن کی تعلیم کو ضائع ہونے نہ دیا۔ بلکہ بصورت تحریر ان کو محفوظ رکھ لیا۔ ان کی تحریرات ہمارے زمانہ تک پہنچ گئیں۔ ایسی تحریرات میں یونان و روم کے مشاہیر کی تحریرات کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ ہند کی تصنیفات کا ذکر کیا جا سکتا ہے کنفوشس کی کتاب کو پیش کیا جا سکتا ہے جن میں علم الاخلاق پر اچھے سبق ملتے ہیں۔ پر دریافت طلب تو یہ معاملہ ہے کہ غیر یہودی اور غیر مسیحی اقوام کی کتابوں نے فی زمانہ دنیا کی اقوام کو کیا سکھایا۔ وہ اقوام جو اپنی کتابوں کو اپنے ہمراہ لئے ایس۔

انہوں نے دنیا کے اخلاق کو سدھارنے کے لئے کیا کیا؟ کنفوشس کی تصنیفات چین سے کبھی باہر نکلی تھیں۔ نہ ان کو چینی زبان سے کسی دوسری زبان کا لباس پہنایا گیا۔ نہ خود اہل چین میں عوام تک پہنچائی گئیں۔ وہ ابتدا سے تاحال بڑے بڑے لوگوں کی ملکیت بنی چلی آئیں۔

مہاتما بدھ کی تصنیفات کا بھی یہی حال چلا آیا۔ بدھ لوگوں نے ہندوؤں کے ویدوں سے جو سلوک کیا وہ بیان کا محتاج نہیں ہے۔ آپ کی تصنیفات پالی زبان سے کبھی باہر نہ لائی گئیں۔ بدھ دھرم کے ماننے والوں کی بھی پورے طور سے ملکیت نہ بنیں۔ دنیا کی اقوام نے بدھ کی تصنیفات سے کچھ نہ سیکھا۔

ہندوؤں کی مذہبی اور اخلاقی کتابیں آجتک ہندو صاحبان کی عام ملکیت نہیں بنی ہیں۔ وہ سنسکرت زبان میں لکھی گئیں جسے خود ہندو بھول گئے۔ ان کتابوں سے نہ دنیا نے کبھی کچھ سیکھا۔ نہ وہ کتابیں ہند سے باہر گئیں۔ ان کی ہستی خود ہند میں معرض خطر میں چلی آئی اگر یورپ کے عیسائی ان کتابوں کو نہ بچاتے تو نامعلوم آج کے دن ان کا کیا حشر ہوتا۔

یونان و روم کے مشاہیر کی تصنیفات کو بھی عیسائیوں نے بچا لیا وہ بھی یونانی اور رومی اقوام تک ہی محدود رہیں۔ بائبل کے دنیا میں نکلنے سے پیشتر جو کچھ مشاہیر یونان و روم نے اہل دنیا کو اخلاق انسانی پر سبق پڑھائے وہ یونان و روم کی تاریخ سے عیاں ہیں جن کا ذکر اس اختصار میں جگہ نہیں رکھتا ہے۔

غرضیکہ آجکل مسیحی اور غیر مسیحی دنیا میں یہ بات کہنے والے تو بہت مل سکتے ہیں کہ بائبل کے سوا دنیا کی غیر مسیحی اقوام میں ایسی تحریرات مل سکتی ہیں جنکا اخلاق بائبل کے اخلاق سے کم نہیں ہے۔ پر بائبل کا کوئی مخالف نہیں جو یہ بات ثابت کر سکتا ہو کہ دنیا کا اخلاق معلم بائبل کے سوا بھی کوئی دوسرا تھا۔ جس نے اپنے ملک و قوم سے باہر جا کر اپنی تصنیفات سے غیروں کو اعلیٰ اخلاق انسانی پر وہ سبق پڑھائے جو بائبل نے پڑھائے ہیں۔

اس کے سوا بائبل کے مخالفوں کو بائبل کے سوا دنیا کی مذہبی کتابوں کے اخلاق کا موازنہ کرنے کے لئے اُن اقوام کے اخلاق پر نظر ڈالنا چاہئے۔ جنکی ملکیت میں وہ کتابیں چلی آئی ہیں۔ اُن کتابوں کو ماننے والی اقوام میں ذات پات کی لعنت موجود ہے۔ بت پرستی اپنی تمام لعنتوں سمیت موجود ہے۔ دہریت موجود ہے ان میں کیا کچھ موجود نہیں جس نے ان کتابوں کو ماننے والی اقوام کو بد اخلاق نہیں بنایا۔ ہندوستان میں آج تک ۷ کروڑ انسان ہندوستانی اخلاق سوزی کی زندہ مثال ہیں۔ جبکہ غیر بائبل کتب کو ماننے والی اقوام کے گھر میں اخلاق سوزی کے ایسے نمونے موجود ہیں۔ تو ان کتب سے غیر اقوام کو جو فائدہ پہنچا تھا اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے پس یہ کہنا کہ بائبل جیسا اخلاق دنیا کی دیگر کتب میں بھی موجود ہے۔ اگر بالکلیہ لغو نہیں تو یہ بات ضرور حق ہے کہ دنیا کی دیگر کتب مذہبی کے اخلاق نے نہ صرف کسی قوم کو باخلق قوم نہیں بنایا۔ بلکہ ان کتب نے ان کو نیک و شائستہ بنانے میں ہرگز وہ کام نہیں کیا جو بائبل فی زمانہ کرتی آئی ہے۔

زمانہ حاضرہ کی اقوام کے افراد آجکل منہ بھاڑ پھاڑ کر بائبل کی اخلاقی تعلیم پر معترض تو ہیں بمضحکہ خیزیاں بھی کرتے ہیں۔ اپنی قوم اور اس کے ماضی کے زمانہ کو ست جگی زمانہ تبلاتے ہیں۔ اپنی آبائی کتابوں کی تعریفوں میں اُن کے گلے بھی خشک ہوتے رہتے ہیں۔ پر زمانہ حاضرہ کی اقوام کا کونسا فرد ہے جو دنیا کو یہ بات ثابت کر کے دکھا سکتا ہے۔ کہ اُس کی آبائی قوم کی گذشتہ نسلیں بائبل کی اخلاقی تعلیم سے فیض نہیں اُٹھا چکی ہیں۔ اپنے گندے اور گھنونے اخلاق کی اصلاح بائبل سے نہیں کرا چکی ہیں؟ بائبل ۱۹۲۵ برس سے دنیا کی اقوام کی بد اخلاقیوں کی اصلاح کرتی آئی ہے۔ اس میدان میں دنیا کی کسی قوم کے کسی بزرگ کی تصنیف کو بائبل کی برابری کا فخر حاصل نہیں ہے۔ آج کے دن بائبل ۷۰۲ زبانوں میں موجود ہو کر اقوام دہر کی بد اخلاقیوں کی اصلاح کر رہی ہے بائبل کے مخالفوں کو اگر بائبل کے اخلاق پر معترض ہونا ہے تو وہ بائبل کے زمانہ تصنیف میں کھڑے ہو کر اس کے اخلاق پر اعتراض اُٹھائیں تب اس کے اخلاق کی حقیقت معلوم ہو جائیگی۔

ہندو مسلم اتحاد و نفاق

ہندو مسلم اتحاد کے شور برسوں سے سنتے سنتے پبلک بھی پریشان ہو چکی۔ البتہ اخباری دنیا اب تک پرانے ڈھول پیٹ رہی ہے۔ بندے ماترم لاہور مطبوعہ ۱۷ اکتوبر ہندو مسلم اتحاد کی سرخی بیکار ایک عرصہ کے بعد نکلا ہے۔ جس میں اتحاد کے عنوان کے نیچے دراصل ہندو مسلم نفاق و کشیدگی کے باعثوں کا ذکر کیا گیا ہے لالہ دونی چند جی بیرسٹر لاہور نے ہندو مسلم نفاق کی وجوہات حسب ذیل مرتب کر کے پبلک کو اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ ہندو مسلم اتحاد ہو سکتا ہے۔ نفاق باہمی کے اسباب ناظرین کرام کی آگاہی کے لئے اختصاراً درج کئے جاتے ہیں۔

ہندوؤں کی شکایات (۱) کہ مسلمانوں میں تعصب زیادہ ہے (۲) مسلمانوں کے دل میں ہر وقت یہ خیال رہتا ہے کہ وہ ہندوستان پر حکمران ہوں (۳) مسلمان عام طور پر غاصب ہیں (۴) مسلمانوں کو عام طور پر اپنے ناجائز فائدہ کا خیال ہے (۵) مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ اُن کو سرکاری نوکریاں

آبادی کے مطابق ملنی چاہئیں (۶) مسلمانوں کو گائے کی قربانی نہیں کرنی چاہئے۔ اور نہ گائے کو اپنی خوراک کے لئے مارنا چاہئے (۷) مسلمانوں کو ملکی معاملات میں پہلے اپنے ملک کا خیال کرنا چاہئے بعد ازاں اپنے مذہب کا (۸) مسلمانوں کو غیر ممالک کے مسلمانوں کی امداد کو چھوڑ کر ہندوستان میں اپنے بھائیوں کی مدد کرنا چاہئے۔ اور اُن کو کانگرس وغیرہ میں شریک ہونا چاہئے اور اُن کی آدمیوں اور روپیہ کی صورت میں مدد کرنی چاہئے۔

مسلمانوں کی شکایات۔ (۱) ہندو مسلمانوں کے ساتھ مل کر نہیں کھاتے اور چھوت چھات یہی بات ظاہر کرتی ہے کہ مسلمان ایک رذیل قوم ہیں (۲) ہندوؤں کو مسلمانوں کو ہندو نہیں بنانا چاہئے۔ یعنی اُن کو شدھی کے مسئلہ کو ترک کر دینا چاہئے (۳) ہندوؤں نے جو سنگھٹن بنائی ہے اُس کو ترک کر دینا چاہئے کیونکہ یہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے بنائی گئی ہے (۴) کونسلوں اور میونسپل کمیٹیوں میں مسلمانوں کی نیابت علیحدہ علیحدہ اور آبادی کے مطابق ہونی چاہئے (۵) مسلمانوں کو سرکاری نوکریاں آبادی کے مطابق ملنی چاہئیں اور ہندوؤں کو اُن کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے (۶) مسلمانوں کو گائے قربانی کا پورا حق ہونا چاہئے اور ہندوؤں کو اس کی مخالفت نہیں کرنا چاہئے (۷) ہندوؤں کو مسجدوں کے سامنے باجے وغیرہ ہرگز نہیں بجانا چاہئے۔

لالہ دونی چند صاحب نے ہر دو اقوام کی اتحاد شکنی کے یہی باعث لکھے ہیں۔ اور آخر میں بتلایا ہے کہ ہندو مسلم نفاق کے یہ اسباب ایسے نہیں ہیں کہ حل نہ ہو سکیں۔ ان کی تحلیل لالہ صاحب آگے چل کر پیش کرنے والے ہیں۔ زیر نظر مضمون میں آپ نے ایک مشکل کا اعتراف کیا ہے۔ وہ طرفین کے دلوں کی تبدیلی کا مسئلہ ہے۔ باقی باتوں کو آپ نے تعلیم یافتہ خود غرض اصحاب کی اور اخبارات کی جدت طبع سے منسوب فرمایا ہے گویا لالہ صاحب اپنے آئیندہ بیان میں ہندو مسلمانوں کے دلوں کی تبدیلی کی تدبیر پیش کر کے پبلک کو یہ بات دکھانے کو ہیں کہ کیونکر ہندو مسلم نفاق ہندو مسلم اتحاد بن سکتا ہے۔

ہماری گذارش

لالہ صاحب خواہ نفاق کو اتحاد میں تبدیل کرنے کی کیسی ہی بے خطا تدبیر کریں۔ مگر ہم ایک بات کہہ دیتے ہیں کہ ہندو تعلیم یافتہ اصحاب نے سوئے مسلمانوں کو اینٹوں۔ روڑوں اور لاٹھیوں سے جگا کر اپنے لئے بلائے لاعلاج پیدا کر لی ہے۔ یہ مسلمان جو کل ہندوستان پر حکمران تھے۔ اپنے ماضی کے اقبال کو بھول کر ہندو صاحبان کے دست نگر بنے ہوئے تھے۔ انہیں اس بات کا خیال تک نہ تھا۔ کہ اُن کی ہستی بھی ہندوستان میں کچھ اہمیت رکھتی ہے۔ اُن کی گذشتہ دولت و حشمت ہندو صاحبان کی ملکیت ہو چکی تھی۔ وہ اپنی قسمت پر شاکر ہو کر ہنسیں ایام گذاری کر رہے تھے۔ شیروں کے بچے ہند کے گوسالوں کے محافظ بنے چلے آئے تھے۔ مگر ہند کے تعلیم یافتہ طبقہ کی کارروائیوں نے ان کو مار مار کر بیدار کیا۔ وہ نہایت مشکلوں سے کمبھ کرن کی نیند سے جاگے۔ ان میں خود داری اور خود حفاظتی کے جذبات ہندو بھائیوں نے پیدا کئے اب وہ ہوش میں آ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنی ہستی کے خطرات کو سمجھ لیا ہے۔ اب اُن سے ہندوؤں کا اپنی شرائط منوا لینا ہرگز آسان کام نہیں ہے نہ وہ اپنے مطالبوں میں سے کسی ایک کے چھوڑنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں۔

جہاں تک ہم نے مسلم نکتہ خیال پر غور کیا ہے وہاں تک ہمیں یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ ہندو صاحبان کے طرز عمل کے مقابل مسلمانوں کا طرز عمل اُن کی مضبوطی اور خود حفاظتی کا جزو اعظم ہے۔ انہوں نے اپنے طرز عمل سے خارجی مُسلم دنیا کو اپنا دوست بنا لیا ہے ہندوستان میں وہ اپنے چچا زاد بھائیوں کی حکومت میں محفوظ ہیں جو مذہبی طور سے بھی اُن کے قریبی ہیں۔ ایسے حال میں ہندو صاحبان کا مسلمانوں کو دبانے کی کوشش کرنا اور شدھی اور سنگھٹن کی افواج سے انکو زیر کرنے کے انتظام فرمانا ہند کی فلاح و بہبودی کو اپنے ہاتھوں سے تباہ کرنا ہے۔

حالات زمانہ کا خیال کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کرنا غیر موزوں نہ ہوگا کہ اگر ہندوستان ہوم رول سکیم کا بہت ہی دور دورا دیکھنا چاہتا ہے تو ہندو قوم مسلمانوں کو منہ مانگی مرادیں دیکر خوش کرے۔ جو کچھ وہ مانگتے ہیں خوشی سے دیدیوے کیونکہ سوراجیہ کا حصول تب ہی ممکن ہے جب مسلمانوں کا ہندوؤں سے اتحاد ہو جائے۔ اس اتحاد کو قائم کرنے کے لئے مسلمانوں کو خوش کرنا سخت ضروری ہے اور مسلمان تب ہی خوش ہو سکتے ہیں۔ اگر ان کو وہ سب کچھ دیا جائے جو وہ چاہتے ہیں اور مسلمانوں کے مطالبے بڑے نہیں ہیں۔ اگر وہ اپنی گذشتہ شان کا معاوضہ بھی طلب کریں تو بھی ہندو صاحبان کو دیدینا چاہئے تا کہ کسی طرح سے مسلمان راضی ہو کر ہندو مسلم اتحاد میں شامل ہو جائیں سوراجیہ مل جائے۔ بعد کو ہندو صاحبان جو چاہیں سو کریں۔ آخر کثرت تو ہندو صاحبان کی ہی رہیگی۔ ہندوستان سوراج میں ہندو صاحبان اپنے تمام نقصانات سود سمیت پھر حاصل کر سکتے ہیں۔ ہندو قوم کے لچک دکھانے کا یہی عمدہ موقع ہے وہ خم کھا کر دکھائے تو ہندو مسلم اتحاد بنا پڑا ہے۔

گذارش مافوق میں ہندو مسلم اتحاد پر ہم نے

اس وجہ سے زور دیا ہے کہ ہندو مسلم نفاق سے مسیحیانِ ہند کا کچومر نکلتا جا رہا ہے۔ ہمارے لیڈر ہندوستان میں مسیحی جماعت کے جداگانہ مفاد کو نظرانداز کر چکے ہیں۔ وہ گورنمنٹ سے مسیحی جماعت کے خاص حقوق لینے کا انکار کر چکے ہیں۔ وہ فرقہ وارانہ نیابت کے اصول کا صفائی سے انکار کر چکے ہیں۔ اس وجہ سے وہ ہندوستان میں ایک تیسری جماعت کے بنانے کے پروگرام کو جسے مسیحی جماعت کہا جائے التوا میں ڈال چکے ہیں۔ اُن کی اُمید یہ تھی کہ وہ ہندو مسلم اتحاد میں شیر و شکر ہو کر ہند کی نئی قومیت میں ترکیب ہو جائینگے مگر ہندو مسلم نفاق نے ہند کی مسیحی جماعت کی امیدوں کا خون کر دیا۔ وہ اپنے خاص حقوق کے حصول سے بھی گئے اور ہندو مسلم اتحاد کی نعمت کا حصول بھی خواب و خیال بن گیا۔ یوں ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔ انہی وجوہوں سے ہم مسیحی ہندو مُسلم اتحاد کے لئے بیقرار ہیں۔ ہم قلیل گروہ اور غیر جماعت ہونے کی وجہ سے ہم مسلمان بھائیوں کے مطالبے پُورے کرنے سے عاجز ہیں۔ اپنی بااقتدار ہندو قوم سے ملتجی ہیں کہ وہ اپنے مطالبوں کو ترک کر کے مسلمان بھائیوں کے مطالبوں کو جلد پورا کرے اور سوراجیہ کو حاصل کر لے۔ ورنہ ہندو مسلم اتحاد کے بغیر سوراجیہ ہاتھ سے جائیگا اور ہم مسیحیوں کی امیدوں کا خون ہوتا رہیگا۔ اور یہ بات ہمیں منظور نہیں ہے۔

سبت

مسیحی مذہب کے معتقدوں کا متبرک دن ہے۔ جس میں کسی کو کام کرنے کی اجازت نہیں۔ اس دن کا کام صرف یہی ہے کہ ہم اپنے خالق و مالک کی جس نے ہم کو پیدا کیا بندگی کریں اور اُسکی حمد و ستائش میں اپنا سارا وقت صرف کریں۔ کیونکہ خدا نے بھی چھ دن میں دنیا کی ہر ایک چیز کو تیار کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور ہم کو ایک نمونہ دیا کہ ہم بھی اُس دن اس کی خدمت بجا لاویں اور کلامِ خدا کی تلاوت کرنے میں صرف کریں۔ چنانچہ دس احکام میں سے بھی ایک حکم یہی ہے کہ تو سبت کا دن پاک رکھنے کے لئے یاد کر۔ چھ دن میں محنت کر کے اپنا سارا کام کاج کر لیکن ساتویں دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے۔ اس میں کچھ کام نہ کر۔ خروج ۲۰: ۸ تا ۱۰۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ سبت کے دن یعنی آرام کے دن دنیوی کاروبار بالکل نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ سبت کے دن کو پاک رکھنے کے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا ہے۔ کہ اگر تو سبت کو اپنا پاؤں روک رکھے اور میرے مقدس دن میں اپنا کام نہ کرے اور سبت کو پاک اور خداوند کو مقدس و معظم کہے اور اسکو بزرگ جانے کہ اپنا کاروبار نہ کرے اور اپنے نفع کے کام کو موقوف رکھے اور بے فائدہ بات چیت میں اُسے نہ کاٹے تب تو خداوند میں مسرور ہوگا اور میں تجھے دنیا کے اونچے مکانوں پر سوار کرونگا۔ کیونکہ خداوند کے منہ ہی سے یہ ارشاد ہُوا ہے۔ یسعیاہ ۵۸: ۱۳ و ۱۴۔ سبت کے دن کو پاک اور متبرک سمجھنے سے خداوند خدا نے اتنی برکت کا وعدہ کیا ہے۔ کہ میں تجھے اونچے سے اونچے مکان کی سواری کراؤنگا۔ ہم پر یہ روشن ہے کہ خدا باپ جو اپنے وعدوں میں بالکل راست ہے اور جس چیز کا وعدہ کرتا ہے۔ اُسکی برکتوں سے ہمیں کبھی محروم نہ رکھیگا۔ بشرطیکہ ہم سبت کے دن کو مانیں۔

پھر سبت کا دن کا پاک رکھنے کے ساتھ مبارکبادی بھی ملتی ہے کہ مبارک وہ انسان ہے۔ جو سبت کو مانتا اور اُسے ناپاک نہیں کرتا۔ اور اپنے ہاتھ ساری بدکاری سے باز رکھتا ہے۔ یسعیاہ ۵۶: ۲

اگر ہم سبت کے دن کو پاک رکھیں تو ہم مبارک ہیں کیونکہ خدا باپ اُس آدمی کو مبارک کرتا ہے۔ جو کہ سبت کے دن کو پاک رکھتا ہے اور اس دن جسمانی خواہشات کو ترک کر کے کلامِ خدا کی تلاوت کرتا ہے۔ نیز ہم کو یہ خوب یاد ہے کہ اگر کوئی بیکار بیٹھا ہے تو ضرور ہے وہ شیطانی خیالات کی طرف راغب ہو جاوے۔ اس واسطے اگر ہم بیکار رہیں تو ہم کو چاہئے کہ ہم دینی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ جس سے ہم کو فائدہ ہو تاکہ شیطان سے بھی بچتے رہیں۔ علاوہ ازیں اس مقدس دن کو نیکی کے کاموں میں صرف کریں تاکہ یسعیاہ ۵۸: ۱۴ آیت کی برکت کے وارث ہو سکیں۔

خاکسار۔ (پرتام لبھول ۔ بٹالہ)

محکمہ اطلاعات پنجاب

سکھ گوردوارہ ایکٹ کے قواعد کی پابندی
مختلف حلقہ ہائے نیابت
میں ووٹ دینے کا قاعدہ

سکھ گوردوارہ ایکٹ پر عملدرآمد کرنے کے لئے لازمی ہے کہ گوردواروں کی انتظامیہ کمیٹیوں اور بورڈ کے ممبر منتخب کئے جائیں۔ ان کے انتخاب کے متعلق جو قواعد زیر سکھ گوردوارہ ایکٹ حال ہی میں شائع کئے گئے ہیں ان میں یہ حکم درج ہے کہ کسی انتخابی حلقہ میں کوئی رائے دہندہ ایک سے زیادہ ووٹ نہیں دے سکتا۔ عام اس سے کہ انتخابی حلقہ مذکور کی طرف سے منتخب شدہ ممبروں کی تعداد کس قدر ہو۔ بالفاظ دیگر ایک رائے دہندہ کو صرف ایک ہی ووٹ دینے کا اختیار ہوگا۔ خواہ اس کے انتخابی حلقہ میں ایک سے زیادہ ممبر منتخب کئے جائیں۔ بعض اشخاص کو اس پابندی کے خلاف یہ اعتراض ہے کہ اسکی موجودگی میں بہت سے ایسے ممبر منتخب

نہیں ہو سکینگے۔ جنہیں سکھوں کا فریق غالب منتخب کرنے کا حقدار ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو نکتہ چینی متمولیت پر مبنی نہیں ہے۔

ممبران بورڈ کے انتخاب کے لئے ۲۳ حلقہ ہائے نیابت کا کام

گوردوارہ ایکٹ کے مطابق ممبران بورڈ کے انتخاب کے لئے ۲۳ نیابتی حلقے قائم کئے گئے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جب تک ایکٹ مذکور میں ترمیم نہ کی جائے ان حلقوں کو مزید حلقوں میں منقسم کیا جا سکتا۔ ان حلقہ ہائے انتخاب میں سے ۷ حلقے تو ایسے ہیں جن میں صرف ایک ممبر فی حلقہ منتخب کیا جائیگا۔ لہذا اشرط نہ کہ ان حلقوں پر تو کسی صورت میں اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ باقی حلقہ ہائے نیابت میں ۲ سے لیکر ۱۵ ممبر فی حلقہ منتخب کئے جائینگے اگر یہ قاعدہ بنا دیا جائے کہ ہر ایک رائے دہندہ اتنی ووٹیں دے سکتا ہے جتنے ممبر ہونے ہوں تو ظاہر ہے کہ متعلقہ حلقہ نیابت میں جو فریق غالب ہے وہ تمام خالی نشستیں ایسے ممبروں سے پُر کر دینے کے قابل ہو جائیگا جو اس کے ہمخیال ہوں اور قلیل التعداد فریق بورڈ میں اپنا کوئی نمائندہ نہیں بھیج سکیگا۔ اگر ایسے حلقہ ہائے نیابت جہاں ایک سے زیادہ نمائندے منتخب کئے جائینگے ایسے مزید حلقوں میں منقسم کر دیئے جائیں جہاں حق نیابت صرف ایک ممبر کے انتخاب تک محدود رہے تو ممکن ہے کہ قلیل التعداد فریق کچھ حلقوں میں اپنے نمائندے منتخب کر سکے۔ لیکن سیاسی حلقوں کی مزید تقسیم گوردوارہ ایکٹ میں ترمیم ہوئے بغیر نہیں ہو سکتی۔ لہذا قلیل التعداد فریق کی نمائندگی کے لئے صرف یہی طریق ہو سکتا ہے۔ جو قواعد میں منضبط کر دیا گیا ہے۔ اور جس کے مطابق رائے دہندہ صرف ایک نمائندہ کے لئے ہی ووٹ دے سکتا ہے اس کا ووٹ ناقابل انتقال ہے گویا۔۔۔

اس قاعدہ کی تشریح

عملی طور پر اس قاعدہ کا اطلاق سمجھنے کے لئے ایک مثال کافی ہوگی حلقہ نیابت ضلع امرتسر کی طرف سے ۱۵ ممبران منتخب کئے جائینگے۔ اس حلقہ میں بالغ سکھوں کی تعداد قریباً ایک لاکھ ساٹھ ہزار ہے۔ فرض کیا کہ ان میں سے ایک لاکھ تو کثیر التعداد اور ساٹھ ہزار قلیل التعداد فریق سے تعلق رکھتے ہیں رائے دہندگان کی تعداد کے مطابق کثیر التعداد فریق کو ممبروں کی مجموعی تعداد کا ۵/۸ حصہ ملنا چاہیے یعنی ۱۵ ممبروں میں سے وہ ۹ ممبر منتخب کر سکتے ہیں اور اگر فریق مذکور اپنی جماعت کو باقاعدہ منظم بنائے اور ۱۰۰۰۰۰ ووٹوں کو اپنے ہم خیال امیدواروں کے لئے مساوی طور پر تقسیم کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ ۱۵ میں سے ۹ نشستوں کو حاصل نہ کر سکے اسی طرح قلیل التعداد فریق بھی اس قابل ہوگا کہ اپنے ۶۰۰۰۰ ووٹوں کو اپنے امیدواروں میں مساوی تقسیم کرنے سے ۶ نشستیں حاصل کرے۔ مزید براں کثیر التعداد فریق انتخاب کے لئے اپنے ۱۰ امیدوار پیش کر سکتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک امیدوار کے لئے ابھی دس ہزار ووٹ باقی ہونگے۔ اور اگر قلیل التعداد فریق کا اندازہ ذرہ بھر بھی غلط ہو جائے تو ان کے ۶ میں سے ۵ ممبر رہ جائینگے۔

اگر اس کے برعکس یہ قاعدہ رکھا جائے کہ ہر رائے دہندہ اتنے ووٹ دینے کا مجاز ہوگا جتنے ممبر کہ منتخب ہونے ہوں تو ظاہر ہے کہ کثیر التعداد فریق حلقہ انتخاب سے نکال سکتا ہے۔ یہ حقیقت واضح ہے کہ ہر رائے دہندہ کے لئے ایک ناقابل انتقال ووٹ کا طریقہ نہایت موزوں ہے۔ اس سے جہاں کثیر التعداد فریق کو وہ نمائندگی حاصل ہوگی جس کا وہ کثرت رائے کی بنا پر حقدار ہے

وہاں قلیل التعداد فریق کو بھی نیابت کا موقع ملیگا۔ یہی ایک طریق ہے جس سے قلیل التعداد فریق کو حق نیابت استعمال کرنے کا موقع ملسکتا ہے علاوہ ازیں اس طریق سے ایک اور فائدہ بھی حاصل ہوگا۔ یعنی اس سے ووٹیں دینے کا نظام و عمل از بس آسان ہو جائیگا اور ووٹ شماری میں بھی کوئی دقت واقع نہ ہوگی۔ اگر ووٹ کی پرچی میں صرف ایک امیدوار کے لئے ووٹ دی گئی ہو تو یہ فوراً متعلقہ امیدوار کے ووٹوں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر اس ایک پرچی میں ۱۵ ووٹیں شامل ہوں تو یہ ضروری ہوگا کہ یا تو پرچیوں کو ۱۵ دفعہ علیحدہ علیحدہ شمار کیا جائے یا ہر ایک پرچی کی جداگانہ پڑتال کی جائے اور ایک نقشہ مرتب کیا جائے۔ جس سے ظاہر ہے کہ ہر پرچی میں جو ووٹیں درج ہیں وہ امیدواروں کے درمیان کس طرح تقسیم کی گئی ہیں۔ جہاں ایک حلقہ نیابت میں رائے دہندوں کی تعداد ۶۰۰۰۰ ہو وہاں مذکورہ بالا انتظام عمل کی صورت میں جو محنت درکار ہوگی وہ ظاہر ہے۔

حفظان صحت کے متعلق طبی تحقیقات

کیلئے بین الاقوامی ہیلتھ بورڈ کی طرف سے وظائف
ہندوستانی طلبا کو کن شرائط پر وظائف ملینگے

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مشہور کروڑ پتی مسٹر راک فیلر کی امداد سے ایک انجمن موسومہ۔ انٹرنیشنل ہیلتھ بورڈ (راک فیلر فونڈیشن) آف امریکہ قائم ہے جو طبی تعلیم و تحقیقات علی الخصوص حفظان صحت عامہ کے شعبہ میں تحقیقات کے لئے غیر ممالک کے طلبا کو ہر سال وظائف دیتی ہے ان وظائف سے یہ مقصود ہے کہ نوجوانوں کو شعبہ طب میں اعلےٰ تربیت و تجربہ حاصل کرنے

کا موقعہ مل سکے۔ تاکہ وہ اعلےٰ نصاب کی تکمیل کے بعد اپنے ملک کے طبی محکمہ کے ذریعہ اپنے اہل وطن میں صحت عامہ کے متعلق طبی علم کی ترویج و اشاعت کر سکیں اور ان کو حفظان صحت کے شعبہ میں اپنے تجربہ سے مستفید کرنے کے قابل ہو سکیں۔

وظائف کے لئے شرائط

بورڈ ونڈ کور کی طرف سے وظائف صرف ایک سال کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ اور اس بارہ میں ۳۵ سال سے کم عمر کے اُمیدواروں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ بروئے قواعد درخواست کنندہ ایک ایسے اقرارنامہ پر دستخط کریگا جس کے مطابق وہ اس امر کا پابند ہوگا کہ وہ اپنے ملک میں واپس آکر وہاں کے سرکاری محکمہ حفظان صحت میں ملازمت کرے۔ نیز جس ملک کی گورنمنٹ درخواست کنندہ کی سفارش کرے وہ بھی بورڈ ونڈ کور کو یقین دلائیگی کہ وہ اپنے منتخب امیدوار کو طبی تحقیقات کی تکمیل کے بعد ایک موزوں آسامی پر فائز کریگی۔

وظائف دینے کا طریق یہ ہے کہ جب وظائف کے لئے خالی آسامیاں موجود ہوں تو بورڈ ونڈ کور مختلف گورنمنٹوں کو قابل امیدواروں کی سفارش کرنے کے مدعو کرتا ہے۔ امیدواروں کے نام موصول ہونے پر بورڈ کی انتظامیہ کمیٹی ان پر غور کرکے ان میں سے انتخاب کرتی ہے۔

وظیفہ کی مقدار

انتخاب شدہ امیدوار کو ایک ماہ کا وظیفہ پیشگی دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ ابتدائی مصارف کا بخوبی متحمل ہو سکے۔ عام طور پر غیر شادی شدہ امیدوار کے لئے ۱۲۰ ڈالر اور شادی شدہ کے لئے ۱۸۰ ڈالر ماہوار دیئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ریاستہائے متحدہ امریکہ میں آنے اور وہاں سے آنے کا سفر خرچ بھی ملتا ہے۔ جو طلبا ریاستہائے متحدہ امریکہ میں پہنچتے ہیں اُن کے مطالعہ و تعلیم کا انتظام بورڈ ونڈ کور کے منیجر کے ہاتھ میں ہے۔

۱۹۲۳ء میں ایک وظیفہ پنجابی امیدوار کو دیا گیا

سنہ ۱۹۲۳ء میں ایک وظیفہ پنجابی امیدوار کو دیا گیا۔ اس سال بھی گورنمنٹ آف انڈیا نے گورنمنٹ پنجاب کو تحریک کی ہے کہ وظائف کے لئے موزوں پنجابی امیدواروں کے نام پیش کرے۔ ظاہر ہے کہ شعبہ حفظان صحت میں اعلیٰ طبی تعلیم و تحقیقات کے بارہ میں پنجابیوں کے لئے بورڈ ونڈ کور کی طرف سے وظائف حاصل کرنے کا نادر موقع ہے۔

علامۂ اقبال بھی کافر ہوگئے

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مُرغ قبلہ نما آشیانے میں

مولوی دیدار علی اور اُن کے رفقائے تکفیر آجکل اس شعر کے مصداق ہیں کہ

پیرہا پیراز ریاضی موشدند
سخرہ ہر کو دکان کوشدند

ان کے حد سے بڑھے ہوئے شوق تکفیر کو دیکھ کر ایک زندہ دل اور خوش طبع مسلمان نوجوان نے جو پیرزادہ محمد صدیق سہارنپوری کے نام سے موسوم ہونا پسند کرتے ہیں مولوی دیدار علی کے پاس حسب ذیل استفتا بھیجا۔ جس پر مولوی دیدار علی صاحب نے بے تکلف علامۂ اقبال جیسے ترجمان حقیقت اور لسان اسلام کے کافر و فاسق ہونے کا فتوےٰ دیدیا اور ان سے ملنے جلنے والوں کو بھی سخت گنہگار قرار دیا ہے۔ ہمارے پاس اس استفتا اور فتوٰی کا اصلی مسودہ محفوظ ہے جس کے ہم قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ (مدیر زمیندار)

استفتا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اشعار میں آفتاب کو خدائی صفات کے ساتھ متصف کرے اور اس سے مرادیں طلب کرے۔ آخرت پر یقین نہ رکھے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر سے استہزا کرے علمائے کرام اور پیران عظام پر آوازے کسے اور انہیں بُرے خطابات سے یاد کرے۔ ہندوؤں کے ایک بزرگ کو جسے وہ خدا کا اوتار مانتے ہیں "امام" اور "چراغ ہدایت" کے الفاظ سے یاد کرے اور اس کی تعریف میں رطب اللسان ہو۔ کیا ایسا شخص اسلام پر ہے یا کفر پر۔ اس کے ساتھ لین دین۔ نشست برخاست اور ہر طرح کا مقاطعہ کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ ورنہ کرنے والوں کے متعلق کیا حکم ہے۔ بینوا و توجروا۔ اشعار حسب ذیل ہیں۔

آفتاب

۱ اے آفتاب ہم کو ضیائے شعور دے
چشم خرد کو اپنی تجلی سے نور دے

ہے محفل وجود کا ساماں طراز تو
یزدانِ ساکنانِ نشیب و فراز تو

ہر چیز کی حیات کا پروردگار تو
زائیدگانِ نور کا ہے تاجدار تو

نے ابتدا کوئی نہ کوئی انتہا تری
آزاد قیدِ اول و آخر ضیا تری

۲ کہاں کا آنا کہاں کا جانا فریب ہے امتیاز عقبیٰ
نمود ہر شے میں ہے ہماری کہیں ہمارا وطن نہیں ہے

۳

خصوصیت نہیں ہے کچھ اس میں اے کلیم تری
شجر حجر بھی خدا سے کلام کرتے ہیں۔

۴-

غضب ہیں یہ مرشدان خود بیں خدا تری قوم کو بچائے
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں

۵- رام کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

اس دیس میں ہزاروں ہوئے ہیں مَلکِ سرشت
مشہور جن کے دم سے ہے دُنیا میں نامِ ہند

ہے رام کے وجود پہ ہندوستاں کو ناز
اہلِ نظر سمجھتے ہیں اس کو امامِ ہند

اعجاز اس چراغِ ہدایت کا ہے یہی
روشن طراز سحر ہے زمانے میں شامِ ہند

"تلوار کا دھنی تھا شجاعت میں فرد تھا
پاکیزگی میں جوشِ محبت میں فرد تھا

المستفتی۔ "پیرزادہ محمد صدیق سہارنپوری"

فتوے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسم پروردگار اور یزدان عرفاً مخصوص ذات جناب باری ہے اور اوتار ہنود کے نزدیک خدا کے جنم لینے کو کہتے ہیں۔ اندریں صورت یزدان اور پروردگار آفتاب کو کہنا کفر صریح ہے۔ علیٰ ہذا خدا کے جنم لینے کا عقیدہ بھی کفر اور توہین موسےٰ علیہ السلام بھی کفر اور توہین بزرگانِ دین فسق۔ لہٰذا جب تک ان کفریات سے قائل اشعار مذکور توبہ نہ کرے۔ اس سے ملنا جلنا (کذا فی الاصل۔ مدیر) تمام مسلمان ترک کر دیں۔ ورنہ سخت گنہگار ہونگے۔

ابو محمد محمد دیدار علی الخطیب فی مسجد
وزیر خاں المرحوم
(زمینہ ارہفتہ وار)

مقدمہ موہانی پت گواہان استغاثہ پر جرح کے بعد ۲۲ اکتوبر پر ملتوی ہوگیا۔

نوٹ اور رائیں

مورخہ ۱۷ اکتوبر کی شام کے ۶ بجے ڈاکٹر ہیوم صاحب ماڈریٹر جنرل اسمبلی نے وائی ڈبلیو سی اے ہال لاہور میں کلیسیائی اتحاد پر نہایت زبردست لکچر سنایا۔ حاضرین میں رومن کیتھولک کے سوا باقی تمام مسیحی جماعتوں کے نمائندے حاضر تھے۔ اور ۱۸ اکتوبر کی شام کے ۶ بجے نولکھا چرچ لاہور میں آپ نے انگریزی عبادت کرائی۔

۱۸ اکتوبر نولکھا چرچ لاہور کی صبح کی عبادت کے ہادی خود پاسٹر صاحب نولکھا چرچ تھے۔ معمول عبادت کے بعد آپ نے جو وعظ فرمایا وہ پولس رسول کے اس قول پر تھا کہ "مجھے روما جانا بھی ضرور ہے"۔ اگرچہ آپ کے وعظ ہمیشہ پُرمغز و معانی ہوتے ہیں۔ جو سامعین کلام پر سکتہ وجد کی سی حالت پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ پر آیت مذکورہ پر آپ کا کلام سامعین کو بُت بنا دینے والا تھا آپ کے ایک ایک جملہ میں معانی کلام کی بجلی کی سی جھلک اور رعد کی سی کڑک بھری تھی۔ حاضرین کی توجہ کو ایسا مقید کیا ہوا تھا کہ آپ کے کلام کی سماعت کے سوا اور کچھ سوچ ہی نہ سکتے تھے۔ انسانی خصلت وسیرت پر جناب کے خیالات اگرچہ نرالے تھے پر اعلےٰ و بالا تھے۔ انجیل کی بشارت کے فرض کو قائل کن طریق پر بیان فرمایا تھا۔ ہماری دلی دعا ہے کہ آپ کا پیغام سامعین کی زندگی میں عملی صورت اختیار کرے۔

۱۵ اکتوبر کے روز خدا نے مسٹر غلام حسن غوری پشاوری کو ایک اور فرزند عطا فرمایا۔ ہم بچہ کے والدین کو مبارکباد کہتے ہیں۔ خدا بچے کی عمر دراز کرے۔ اسے اپنے آسمانی جلال کا وسیلہ بنائے۔

ایک عجیب ٹھگی

جگسلائی (جمشید پور) میں بابو گنیشی لال اگروال نامی ایک مارواڑی سیٹھ کو چند ٹھگوں نے جھکہ دے کر ان سے ۲۳ ہزار روپیہ ٹھگ لیا کہا جاتا ہے کہ پہلے ایک شخص کو ایک بڑا زمیندار ظاہر کیا گیا اور اس نے راج ہند کے قریب ایک خوب سجے ہوئے کمرے میں لالہ جی کو کسی کام کا ٹھیکہ دینے اور کچھ اور خرید و فروخت کے لئے بلایا جب لالہ صاحب وہاں پہنچے تو ادھر اُدھر کی گفتگو کے بعد جوا ہونے لگا۔ زمیندار صاحب خوب ہار گئے۔ اور لالہ جی خوش خوش جامہ میں پھولے نہ سماتے ہوئے اپنے گھر واپس آئے۔ لیکن یہ نہ جانتے تھے کہ یہ جیت ایک بڑی ہار کا موجب ہوگی چنانچہ چند روز کے بعد انہیں پھر دل بہلانے کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے بچنا بھی چاہا لیکن کون چھوڑتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ لالہ جی کو پستول دکھا کر اور ڈرا دھمکا کر وہ اپنے ساتھ... لے ہی گئے۔ جہاں آخرکار وہ ۱۶ ہزار روپیہ کے نوٹ اور سات ہزار روپیہ کا ایک چک ہار گئے۔ انہوں نے ان سے یہ بھی لکھا لیا کہ میں یہ رقم جوئے میں ہارا ہوں۔ لیکن لالہ جی نے آتے ہی اس واقعہ کی پولیس میں رپورٹ دیدی اب سنا گیا ہے کہ کلکتہ میں کچھ آدمی اس سلسلے میں گرفتار ہوئے ہیں۔ اور لالہ گنیشی لال کو ان کی شناخت کے لئے طلب کیا گیا ہے۔

(بندے ماترم)

آنریری مجسٹریٹ کی گرفتاری - پونا ۲ اکتوبر

مسٹر مہادیو بلونت دلیش مکھ آنریری مجسٹریٹ
کو جس کے خلاف حلف دروغی اور جعلسازی
کے الزامات میں مقدمہ دائر ہے اراکتی میں
گرفتار کر کے اور ہتھکڑی لگا کر لایا گیا۔ اور
برائے تحقیقات جیل میں بھیجا گیا۔

مسٹر دیش مکھ کے خلاف ایک سال سے زیادہ
عرصہ سے مقدمہ چل رہا ہے اور وہ مقدمہ کی چند
پیشیوں پر حاضر نہیں ہوا تھا اس پر اس کی
گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری کئے گئے۔ اور
اس کی گرفتاری کے لئے اعلان شائع کیا گیا۔
اس کی جائداد قرق کی جا چکی ہے۔ اور جائداد
منقولہ کا کچھ حصہ بذریعہ نیلام فروخت کیا جا
چکا ہے۔

(ر۔ر)

بمبئی میں لوکل سیلف گورنمنٹ

بمبئی ۲۰ اکتوبر۔ سرکاری سفارشات کے مطابق
صوبہ بمبئی کی میونسپل کمیٹیوں نے ۲۴-۱۹۲۳ء کے
درمیانی سال کافی ترقی کی ہے۔ میونسپل کمیٹیوں کی
کل تعداد ۱۵۶ اور صوبے کی کل آبادی
۲۷ لاکھ ۷۶ ہزار اشخاص پر مشتمل ہے۔ اس
سے پچھلے سال کمیٹیوں کی کل آمدن ۲ کروڑ ۴۵
لاکھ تھی۔ لیکن امسال ۲ کروڑ ۹۰ لاکھ روپے
آمدن ہوئی ہے شرح ٹیکس ۴ روپے ۹ پائی
کی بجائے ۵ روپے ۴ پائی کر دی گئی ہے۔
گذشتہ سال کمیٹی کے کل اخراجات پر ۲ کروڑ
۴۰ لاکھ روپیہ صرف ہوئے تھے۔ لیکن امسال
۲ کروڑ ۶۰ لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے۔ صحت
عامہ اور تعلیم کی مد میں گذشتہ سال کی نسبت
زیادہ روپیہ صرف ہوا اور اخراجات میں
زیادتی کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے۔

میونسپل کمیٹیوں کے ماتحت پرائمری تعلیم مفت
قرار دی گئی۔

مسلمانوں نے بھی تعلیمی ترقی کی ہے۔ کراچی
میونسپل کمیٹی نے ۲ ہزار پانسو مسلمان طلباء
کی تعلیم پر ۹۸ ہزار روپیہ صرف کیا ہے۔ آبرسانی
حفظ صحت اور ٹاؤن امپروومنٹ سکیم کے متعلق
اخراجات کا ذکر کرتے ہوئے گورنمنٹ ریویو
لکھتا ہے کہ میونسپل کمیٹیوں کو ٹیکس میں اضافہ
کر کے اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کی کوشش
کرنی چاہئے۔ گورنمنٹ کی طرف سے کل ساڑھے
۵ لاکھ روپیہ بطور گرانٹ منظور ہوا ہے میونسپل
ممبران کے درمیان تنازعہ پایا جاتا ہے وہ لوگ
بذاتِ خود ابتدائی ٹیکس کے مخالف ہیں۔

خبریں

بمبئی ۲۰ اکتوبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ
گذشتہ شب ایک بارہ سالہ لڑکی پٹاخے
چلا رہی تھی۔ ایک انگریز سارجنٹ نے پٹاخوں
کی آواز سے گھبرا کر لڑکی پر پستول سے حملہ کیا۔
لڑکی کے سر میں خفیف سی چوٹ آئی۔ مزید براں
اس سارجنٹ نے راہگیروں پر گولیاں چلانی
شروع کیں اور دو آدمیوں کو زخمی کر ڈالا۔ معلوم
ہوا ہے کہ اس انگریز سارجنٹ کا بچہ بیمار تھا
اور اس وجہ سے وہ خالی پستول چلا کر لڑکی کو
پٹاخے چلانے سے منع کرنا چاہتا تھا۔ لیکن
اتفاق سے اس وقت اس کی پستول بھری
ہوئی تھی۔ لڑکی کو ہسپتال پہنچا دیا گیا ہے۔

(ر۔ر)

امرتسر ۲۰ اکتوبر۔ درگیانہ تیرتھ
تالاب میں ایک ہندو نوجوان کی لاش پائی گئی
بیان کیا جاتا ہے کہ جب پنڈت مدن موہن مالوی
جی تالاب کو عبور کرنے کے لئے اس میں داخل
ہوئے تھے تو یہ نوجوان بھی دیگر اشخاص کے
ساتھ اس تالاب میں کود پڑا تھا۔ دیگر اشخاص
تو تیرتے رہے لیکن یہ ڈوب گیا۔

(ر۔ر)

ایک قدس القدس ہو وہاں سے ہماری ساری زندگی متحرک ہوتی ہو۔ وہیں سے ہماری زندگی کی قوت آتی ہو۔ اس ہی باعث ہم غالب زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہم خدا کی ہیکل تو ہیں۔ مگر پاکترین مکان موجود نہیں۔ ہمارے اندر خدا سکونت نہیں کرتا۔ ہم رب الافواج قادرِ مطلق کا مسکن نہیں ہیں اور اسی باعث مسیحی روحانی طور سے کمزور۔ لاغر اور مغلوب لوگ ہیں۔ ذرا سی مخالف ہوا انہیں گرا دیتی ہے۔ ناظرین غور کیجئے جب کوئی فاسد خیال آپ کے شیشۂ دل کو مکدر کرتا ہے۔ کیا وہ اس پاکترین مکان سے اٹھتا ہے۔ جب آپ اپنے بھائی اور ہمسایہ کی نسبت دشمنی اور حسد کا منصوبہ باندھتے ہیں۔ کیا وہ محبت کے خدا کے پاکترین مکان سے اٹھتا ہے۔ یاد کیجئے یہ ممکن ہے کہ ہیکل اور جماعت کا خیمہ بھی موجود ہو۔ بلکہ پاکترین مکان موجود ہو۔ عہد کا صندوق بھی ہو۔ مگر پھر بھی خدا کے لوگ شکست پر شکست کھائیں۔ کیونکہ ان سب میں خدا کی حضوری موجود نہ ہوگی۔ ایک دفعہ بنی اسرائیل نے اپنے ساتھ جنگ گاہ میں عہد کا صندوق رکھتے ہوئے شکست کھائی۔ کیوں؟ اس لئے کہ عہد کے صندوق کا ساتھ لے جانا محض رسمی بات تھی اور خدا کی حضوری کا لوگوں کے دلوں میں مطلق احساس نہ تھا۔ عہد کا صندوق محض تعویذ کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا۔ خدا کی حضوری اس میں نہیں تھی۔ یہی حالت ہماری دل کی ہیکل کا ہو سکتا ہے وہ ہیکل جو خداوند یسوع مسیح کے وقت میں تھی اس میں پاکترین مکان تو تھا۔ مگر عہد کا صندوق نہیں تھا۔ وہ اس وقت کی یہودیت کا عین نمونہ تھا اور خطرہ ہے آجکل محض رسمی اور نام کی عیسائیت ترقی کرتی جاتی ہو۔ جس میں بہت تھوڑی روحانی قوت موجود ہو۔

مسیح کی تصلیب کے موقع پر وہ پردہ جو پاک اور پاکترین مکان کے درمیان تھا پھٹ گیا تھا۔ اس سے روح القدس کا یہ اشارہ تھا کہ جب تک پہلا خیمہ کھڑا ہے پاک مکان کی راہ ظاہر نہیں ہوئی لیکن جب مسیح آیندہ کی اچھی چیزوں کا سردار کاہن ہو کر آیا تو اس بزرگتر اور کامل ترخیمے کی راہ سے جو ہاتھوں کا بنا ہوا یعنی اس دنیا کا نہیں اور بکروں بچھڑوں کا خون لیکر نہیں بلکہ اپنا ہی خون لیکر پاک مکان میں ایک ہی بار داخل ہوگیا اور ابدی خلاصی کرائی۔ مطلب یہ ہے کہ اب راہ کھلی ہے اب ضرورت نہیں کہ پاکترین مکان میں کفارہ کا خون لیجایا جائے بلکہ ہم سیدھے خدا کے حضور دلیری سے جا سکتے ہیں۔ خدا کی حضوری کا پاکترین مکان ہمارے اندر ہی ہے۔ فقط ہمیں اس بات کا علم و احساس درکار ہے کہ ہم اس کی حضوری اپنے اندر محسوس کریں۔ اس سے واقف ہوں اس سے کلام کرنے میں دلیر ہوں۔

اگر ہم خدا کا مسکن ہیں اور خدا ہم میں سکونت کرتا ہے تو ہمیں عجیب حقوق حاصل ہیں۔ چاہئے کہ ہم ان پر غور کریں:-

اوّل۔ کسی کا گھر بار اس کا سکونت خانہ ہے۔ ہمارے دل میں کیوں اس کے لئے محبت ہے۔ اس کے آس پڑوس کو کیوں پیار کرتے ہیں۔ ہم اپنے دل کی عین بیچ کی اور مرکزی جگہ اپنے بال بچوں کو دیتے ہیں۔ ہمارا ہوم ہمیں سب سے پیارا ہے۔ اگر خدا ہم میں اپنا گھر بناتا ہے تو ہم اس کی محبت کا مرکز بنجاتے ہیں۔ کلیسیا اس کا اپنا گھر بنجاتی ہے

دوئم۔ گھر وہ جگہ ہے جہاں انسان اپنے دل کی باتیں کہتا ہے۔ گھر میں بے تکلفی ہے۔ آپ کسی افسر کو اس کے دفتر میں ملتے ہیں۔ وہ اپنی افسرانہ حیثیت میں آپ سے تھوڑا کلام کرتا اور فقط مطلب کی کہتا ہے۔ مگر اس شخص کو کبھی آپ گھر میں دیکھیں جب اس کا ایک بچہ اس کے گھٹنوں پر ہے اور دوسرا اس کے پاس کھیل رہا ہے اور وہ خود ان کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ وہاں وہ نرالا شخص ہے۔ وہاں بے تکلفی سے باتیں کرتا ہے۔ وہ اپنے گھر میں ہے۔ خدا اپنے مسکن میں اپنے گھر میں ہے وہ اپنے گھر کے لوگوں سے دل کی باتیں کہتا ہے اور اس کے دل کی سنتا ہے۔ کیسی عجیب رعایت ہے

سوئم۔ کسی کا گھر اسکی ساری محنتوں کا مرکز ہے وہ سب کچھ اپنے گھر بار کے لئے کرتا ہے۔ شہر لائلپور کے نزدیک تر دیک سفید پوشوں کے اپنے گاؤں ہیں۔ اگر آپ کسی گاؤں میں آجکل جائیں۔ گاؤں کے باہر آپ کو لوگ بڑی محنت سے ہل جوتتے ہوئے نظر آئینگے۔ ایک طرف عورتیں کپاس چنتی ہوئی دکھائی دینگی۔ ادھر گائے بھینسیں چر رہی ہیں۔ ادھر کچھ اور کام ہو رہا ہے۔ مگر اس ساری محنت بلکہ کام کا مرکز کیا ہے۔ آپ اس گاؤں میں جائیں۔ عین بیچ میں آپ کو ایک پختہ مکان ملیگا۔ اس میں ایک خاندان رہتا ہے۔ یہ سب کچھ اس کے لئے ہو رہا ہے۔ اگر گائے بھینس کا دودھ ہے تو اس کے بچوں کے لئے ہے۔ زمین کا حاصل بھی اسی خاندان کے لئے ہے۔ غرض ساری محنت کا حاصل اس خاندان کا ہے۔ اب اس کی کلیسیا اس کے سارے کام کا مرکز ہے اور خدا کے خزانے اس کے لوگوں کے ہیں۔ زمین کے نیچے کے خزانے جنکا اندازہ نہیں لگ سکتا اب اس کے اپنے لوگوں کے لئے ہیں۔ پہاڑوں اور وادیوں کی نباتات سب اس کے لوگوں کے لئے ہے۔

چہارم۔ انسان اپنے گھر بار کو محفوظ رکھتا ہے اگر خدانخواستہ آج کوئی ایسا موقع ہو کہ ہمارے

بال بچوں کی جانوں اور مال کا خطرہ ہو۔ کون ایسا بزدل ہوگا۔ جو اپنے خون کی آخری بوند تک بھی اپنے بال بچوں کے بچاؤ میں بہانے کو تیار نہ ہوگا۔ خدا اپنی ملکیت کو جسکو وہ اپنا مسکن بناتا ہے محفوظ رکھیگا اُسکو خریدنے میں اُس نے اپنا بیش قیمت خون بہایا۔ کیا وہ اس کو بچا کے رکھنے میں کوئی دقیقہ باقی رکھیگا۔

کاش کہ ہم اس بات کے حقیقی معنی کو سمجھ سکیں کہ ہم اس کا مسکن ہیں اور ہم میں قدوس خدا قدس الاقدس بنا کے بستا ہے۔

زر چندہ

بعدالت جناب لالہ رگھناتھ لال صاحب سب جج

بی۔اے۔ایل۔بی۔ پنڈ دادنخاں

رلو رام ولد صاحبدتہ کھتری سکنہ پنڈ دادنخاں مدعی۔

بنام سکھداس ولد بوڑا مل زرگر ملکوال۔ محمد صدیق ولد پیر محمد شاہ ذات شیخ سکنہ کوٹلی سجان ملکوال مدعا علیہم۔

دعویٰ مبلغ ما ؏ (۲۰۰)

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

مسمیان مدعی سے پایا گیا ہے کہ مدعا علیہم دیدہ و دانستہ سمن لینے سے گریز کرتا ہے۔ لہٰذا اشتہار حسب آرڈر مذکورہ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ اصالتاً یا مختار اً تا ۱۱ ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء کو حاضر عدالت ہو کر جواب دہی نہ کریگا تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔

بصورت عدم دستیابی مدعا علیہ کی مسکن پر تعمیل اشتہار بذریعہ منادی دہل کیجائے۔

آج بتاریخ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۵ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری ہوا۔

دستخط حاکم جلیس و مہر عدالت۔

اشتہار کتب

بائبل شریف کے خاص واقعات کا سلسلہ سنڈے سکولوں میں ہر اتوار کو ایک ایک سبق طلباء کو سکھانے کے لئے اس طرح پر یہ سلسلہ ایک سال کے لئے کافی ہے۔ نیز کلام الٰہی سے واقف ہونے والوں کے لئے کارآمد ہدایت نامہ آدم سے لیکر پولس رسول کے قید ہونے تک کے خاص واقعات صفحہ ۸۵ ۳ پائی۔

بوستان سپاس۔ اس میں ۵۰ گیت۔ ۶ انگریزی گیتوں کے ترجمے اور ۲۴ غزلیات۔ تمام گیتوں کے راگ ایسے ہیں کہ ہندی اصحاب بآسانی گا سکتے ہیں۔ مصنف نے مضامین بھی مختلف اور مسیحیانہ لئے ہیں۔ صفحہ ۵۳ ا ر ۶ پائی۔

فرض بشارت۔ غیر مسیحیوں کو منادی کرنے کا فرض منادی کی ذمہ داری۔ بشارت کا محرک۔ نجات کا پیغام۔ منجی کا پیغام۔ تبدیل شدہ زندگی کا پیغام اور پیغام رسانی کی تیاری وغیرہ اس کے مضامین ہیں۔ صفحہ ۳۲ ۳ پائی

حقائق قرآن۔ قرآن کی ۱۴ آیتوں کی بنا پر خداوند مسیح کی حضرت محمد صاحب پر فضیلت بیان کی ہے۔ اہل اسلام میں اس کی اشاعت نہایت مفید ثابت ہونے والی ہے۔ صفحہ ۰ ۳ پائی۔

انفصال ولادت مسیح۔ اس رسالہ میں پادری ٹھاکر داس صاحب نے آنریبل سر سید احمد اور مولوی ممتاز علی صاحبان کے مسیح کی ولادت کے متعلق اعتراضات کا قابل دید رد لکھا ہے۔ صرف چند جلدیں باقی ہیں۔ صفحہ ۵۸ ۔ ۵ ر

افلاس ہند کے قابل علاج اسباب۔ ہندوستان کے لوگوں کی مفلسی کے اسباب کا علاج۔ صفحہ ۲۲ ا ر

پتہ

سکریٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور

یونائٹڈ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ بورڈنگ مشن مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک انگریز خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اُسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔ تخمیناً خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے ؏ ماہوار۔ فی طالب علم۔ کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اس کے علاوہ ہے۔ بوجہ نئے انتظام چالیس فی صدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جزکشا ا ؏ سے مالہ تک کرد کو نزل ؏ سے ؏ تک مزید حالات پرنسپل صاحب وہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب۔ اور عبادت کے لئے گرجا گھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے لہٰذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلباء پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر۔ پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوا نجینہ صاحب پرو پرائیٹر چھپا۔